ڈاکٹر کاشی ناتھ پنڈت

شرحِ احوال و افکار بیدل عظیم آبادی

(قسط ۱)

[عبدالقادر بیدل گیارھویں صدی ہجری کا سب سے مشہور ہندوستانی فارسی گو شاعر گذرا ہے جس کے اشعار کی تعداد سوا لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ بیدل سبک ہندی کا اعلیٰ ترین شاعر ہے اور میرزا اسداللہ خان غالب اس سے بڑی حد تک متأثر ہوا ہے۔ تہران یونی ورسٹی میں میں نے میرزا بیدل کے احوال و افکار پر ایک تحقیقی رسالہ لکھ کر پیش کیا۔ دانش کے شماروں میں یہ تحقیقی مقالہ بتدریج پیش کیا جائے گا۔ اصل رسالہ فارسی زبان میں ہے۔]

حصّہ اوّل

تولّد: بندرابن داس خوشگو کے قول کے مطابق بیدل ۱۰۵۴ ہجری میں متولد ہوا (۱) صحیفہ ابراہیم کا مصنف خوشگو کے قول کی تائید کرتا ہے۔ (۲) یہ تاریخ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابوالقاسم ترمذی کی تعریف کے ضمن میں بیدل نے اپنی تاریخ ولادت کا ذکر یوں کیا ہے۔ (۳)

بسال کہ بیدل بملک ظہور ز فیض ازل تافت چون افتاب
بہ رگی خبردار از مولدش کہ ہم فیض قدس است وہم انتخاب

فیض قدس اور انتخاب سے ۱۰۵۴ حاصل ہوتا ہے۔ مخزن الغرایب، خزانہ عامرہ اور کلمات الشعراء میں بیدل کی تاریخ تولّد کا کوئی ذکر نہیں۔ ریو نے متذکرہ بالا تاریخ کی تصدیق کی ہے (۴)

محلِ تولّد: بیدل کے محلِ تولد کے بارے میں تذکرہ نویسوں کے درمیان اختلاف

---

(۱) سفینۂ خوشگو تالیف بندرابن داس خوشگو، چاپ پٹنہ ۱۹۵۹ ص ۱۰۶

(۲) صحیفۂ ابراہیم، نسخہ فیلمی شمارہ ۸۰۸ ص ۱۰۴ کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران۔

(۳) ابوالقاسم ترمذی بیدل کے زمانہ کا ایک عالم فاضل شخص تھا اور بیدل کے ساتھ مراسم رکھتا تھا۔ بیدل نے اس کی تاریخ وفات پر مصرعہ کہا ہے، "زبی نعینی افنت نام صفت" = ۱۰۸۳

Scanned with OKEN Scanner

پایا جاتا ہے۔ تذکرہ نصر آبادی کا مصنف لکھتا ہے "......... او ہم از ولایت لاہور است"(۱) صاحب مجموعہ نغز لکھتا ہے (۲) "..... وی بزرگی بود تورانی الاصل بخارائی الملوکہ در صغر سن بخاک پاک ہندوستان ..... افتاد۔" صحف ابراہیم میں یوں درج ہے (۳) "و اینکہ میرزا طاہر نصر آبادی او را بعلت دوری این مملکت (عظیم آبادی) لاہوری نوشتہ است از صحت بعید است۔" آرزو کہتا ہے (۴) "..... نصر آبادی کہ او را لاہوری شمردہ است غلط است۔ اصلش از توران است و مولدش عظیم آباد۔" خوشگو نے اس کو اکبر آبادی بنایا ہے۔(۵) خزانہ عامرہ (ص ۱۵۲) ماثر الکرام (۱۴۸) شمع انجمن (۸۵) اور ریو (فہرست جلد دوم ص ۷۰۶) نے اس کو پٹنہ کا بنایا ہے۔ تہران یونیورسٹی میں دانش کدہ ادبیات کے خطی نسخوں میں بیدل کے متعلق یہ جملہ دیکھا گیا۔ "..... ابو المعالی میرزا عبدالقادر بیدلی فرزند دہلوی لاہوری ....."(۶) چونکہ اکثر تذکرہ نویسوں اور خود بیدل نے بھی اشارہ کیا ہے کہ وہ عظیم آباد کا رہنے والا ہے۔ اس لئے ہم اس قول کو درست مانیں گے کہ وہ عظیم آباد ہی میں متولد ہوا تھا۔

قطعہ ذیل کو بیدل نے اپنے ماموں (میرزا ظریف) کی وفات پر کہا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عظیم آباد میں ہی پیدا ہوا تھا

از ملک بہار سوی دہلی　　چون اشک روان شدیم بیکس
ہمدوش شہود فضل بیچون　　ہمراہ حضور فیض اقدس
سال تاریخ این عزیمت　　در یاب کہ راہبر خدا بس

---

(۱) فہرست ریو جلد دوم ص ۷۰۶　　(۲) "تذکرۂ نصر آبادی" چاپ تہران ص ۴۵۱۔ نصر آبادی نے بیدل کی جگہ بیدلی لکھا ہے۔ بیدل نے چہار عنصر میں کئی بار "بیدلی" اور "بیدلان" اپنے تخلص کے طور پر استعمال کیا ہے۔　　(۳) مجموعہ نغز چاپ لاہور یونیورسٹی ۱۹۲۳ ص ۱۹۹

(۴) صحف ابراہیم نسخہ شمارہ ۸۰۸ کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران ص ۱۸۶

(۵) مجموع النفائس　　(۶) سفینہ خوشگو۔ حصہ سوم، چاپ ہند ۱۹۶۰

(۷) چہار عنصر بیدل۔ شمارہ ثبت ۱۰۶۔ ب نسخہ ہای کتاب خانہ دانش کدہ ادبیات تہران۔ ہے لاہوری بھی غلط ہے اور دہلوی بھی۔

(۸) کلیات بیدل چاپ صفدری، بمبئی قطعات ص ۶۸

طفولیت: ارلاس[1] چغتائی مغلوں کا توران میں ایک قبیلہ ہے۔ صاحب ماثر الکرام[2] اور مخزن الغرایب[3] نے برلاس لکھا ہے۔ ریو[4] نے ارلات درج کیا ہے۔ بیدل اسی قبیلہ سے تھا اس کے والد کا نام عبدالخالق تھا۔ وہ درویش سیرت پاک منش آدمی تھا۔ اس نے اوایل عمر میں ہی علایق دنیوی سے دل اٹھایا تھا اور گوشہ گیری اختیار کر چکا تھا۔ قناعت اور ریاضت میں بلند پایہ حاصل کر چکا تھا۔ بیدل بمشکل چار سال اور چھ ماہ کی عمر کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس سانحہ کا درد بیدل کے دل میں تمام عمر باقی رہا۔ اکتالیس برس کی عمر میں جب بیدل نے چہار عنصر کا آغاز کیا اس وقت بھی اسے اپنے مرحوم والد کی صحبت یاد آتی رہی۔ چنانچہ لکھتا ہے "..... از انجا کہ ورق گردانی نسخہ احوال کمین اندیش تامل نیست باندک تحریکی از نسیم فرصت والد مجازی بسر گلشن حقیقت شتافت و از شکست خمار کثرت حضور نشاۂ وحدت دریافت۔ آشوب گرد یتیمی جوہر آئینہ اشتہار گردید و پریشانی غبار بیکسی بر دامن جمعیت اعتبار پیچید"۔ اس کے بعد مندرجۂ ذیل پرشور قطعہ لکھا ہے:۔

خورشید خرامید و فروغی بنظر ماند — دریا بکنار دگر افتاد و گهر ماند
آتشکده ای رفت و ز گره ریخت شراری — دل آب شد و قطرۂ خونی بجگر ماند
آن سایه گذشت از اثر دست نوازش — این نقش قدم داغ شد و خاک بسر ماند

باپ کی رحلت کے بعد بیدل کی سرپرستی اس کی والدہ نے کی۔ چھٹے سال کے چھٹے مہینہ میں اس کو مدرسہ میں بھیجا گیا۔ اپنی والدہ کے نیک اوصاف اور شفقت کی فراوانی کا ذکر کرتے ہوئے چہار عنصر میں رقمطراز ہے[5]: "زمانی چند بوضع بی سروپائی گذشت و مدتی بطریق بی پروائی منقضی گشت۔ در مبادی شہر سادسہ از سال سادس والدہ مشفقہ ام کہ حقیقت تجلی و دوام از ذات قدسی صفاتش متعین بود و اسرار تعیین ثانی بادراک ماہیت ستودہ آیاتش متضمن باشد خدمت اساتذہ سوش معنی گردید و باستفہام ابجد تہجی عنان توجہ معطوف گردانید....." سات ماہ کی مدت

---

(۱) ڈاکٹر غنی نے رسالہ انجمن عربی و فارسی سال ۱۹۵۹ کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ ارلاس کے معنی عقل تابع کے ہیں۔ ممکن ہے کہ بیدل کے اسلاف میں سے کسی کو عقل کا زیادہ حصہ خزانۂ ایزدی سے ملا تھا۔

(۲) ماثر الکرام ص ۱۴۸

(۳) مخزن الغرایب نسخہ عکسی شمارہ ۱۶۷۸ کتاب خانہ مرکزی دانش گاہ تہران ص ۵۴

(۴) فہرست ریو جلد دوم ص ۷۰۶

(۵) کلیات صفدری، چہار عنصر ص ۶

Scanned with OKEN Scanner

میں قرآن کو پڑھ ڈالا۔ چنانچہ خود کہتا ہے[1] "...... بہ اعداد تربیتش ہفت ماہ تردد انفاس توام ورق گردانی بود ..... در نہایت معیت فضل واہب العطیات زبان عجز بیان را بر اختتام قرآن مجید فائز گردانید"۔ اس کے بعد دس سال کی عمر تک صرف و نحو اور قواعد عربی و ادبیات فارسی سیکھتا رہا۔ چنانکہ خود کہتا ہے: "بعد ازان تا سال عاشر لقد توجہ معروف صرف نحو و عربیت داشت و آئینہ ہوش بہ امتیاز مراتب نظم و نثر فارسی میگماشت"

چہار عنصر سے پتہ چلتا ہے کہ بیدل کی عمر کے چھٹے سال ہی میں اس کے سر سے والدہ کا سایہ بھی اُٹھ گیا اور بیدل اکیلا رہ گیا۔ چہار عنصر میں بعض اوقات اپنی والدہ کی یاد میں بیدل نے شدید احساس کا اظہار کیا ہے اور اس کو "حقیقت تجلی دوم از ذات قدسی" بتایا ہے۔

میرزا قلندر: باپ اور ماں کی رحلت کے بعد میرزا بیدل کی تربیت اس کے چچا میرزا قلندر نے کی۔[2] میرزا قلندر کے بارے میں بیدل نے تفصیل سے اطلاع دی ہے اور اس کی تعریف میں ایک فصل صرف کیا ہے۔ اس کو زمانے کی نادر چیزوں میں خیال کیا ہے۔ بیدل کو ناز ہے کہ میرزا قلندر کی تربیت کے گہوارے میں اس نے پرورش پائی ہے۔ میرزا قلندر درویش صفت، عارف اور قلندر قسم کا آدمی تھا اور اس کی صحبت سے بیدل کو فیض حاصل ہوا۔ چنانکہ چہار عنصر میں رقمطراز ہے[3] "...... تربیت فقیر بیدل بعد از رحلت والد مرحوم تا اوراک نشاۃ بلوغ بر عہد میرزا قلندر بود و در تحصیل آداب و اخلاق من کمال توجہ داشت۔ قطع نظر از فوائد لمعہ نظم و کیفیت معنوی شعر من مرہون تربیت و تشویق اوست"۔ میرزا قلندر جنگجو سرداروں میں شامل تھا اور عالمگیری فوج میں سرداری کا رتبہ رکھتا تھا۔ بیدل کے خاندان کے افراد اکثر دلیر سوار اور مرد میدان تھے۔ میرزا قلندر پہلوان اور زور آور آدمی تھا۔ چنانچہ میرزا بیدل نے کہا ہے "چندی ہستہ زردالو بفشار سر انگشت خرد میکرد۔ اثنای آہنین کہ با پتک و سندان راست نمی شد بقوت بازو راست میکرد"۔ ایک دلیر فوجی اور مرد میدان ہونے کے باوجود وہ شاعر پیشہ[4] تھا اور ساتھ ہی درویش سیرت بھی۔ جذبہ و حال اس پر طاری ہوا کرتے تھے اور ہمیشہ صاحبدلوں کی صحبت میں شریک ہوا کرتا تھا۔ بیدل نے اس کے متعلق کچھ حیرت انگیز

---

۱ کلیات صفدری چہار عنصر ص ۴ سے ۶

۲ کلیات صفدری چہار عنصر اول ص ۲۵

۳ کلیات صفدری چہار عنصر ص ۲۷، ۲۸۔ رسالہ انجمن عربی و فارسی، لاہور یونیورسٹی پاکستان سال ۱۹۵۹

۴ ایک بار میرزا قلندر آشوب چشم میں مبتلا تھا اور زرد رنگ کی پٹی آنکھ پر باندھ رکھی (بقیہ ص ۳۱ پر)

باتیں بنائی ہیں اور اس کی مجذوبانہ باتوں کو یاد کیا ہے۔ مثلاً میرزا قلندر کا مقولہ ہے :-
"آنچہ از نسخۂ دل بخوانی اگرچہ یک نقطہ بباشد مانند مردمک چشم است و بطوفان اشک از جا نمی رود...... مگر نمی بینی آن قطرہ کہ از موافقت امثال خود سری می پیچد گوہر می شود"[1] ۔ میرزا قلندر سال ۱۰۷۶ میں فوت ہوا اور بیدل نے تاریخ وفات میں یہ قطعہ کہا:-

پی تحقیق تاریخ وصالش — نفس زد غوطہ در بحر معانی
بجوش ہوشم آخر ہاتفی گفت — قلندر یافت وصل جاودانی

حرز و دم زدن :- بچپن ہی سے بیدل حرز پھونک کا میں رکھتا تھا۔ اس کی گفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ چھوٹا ہی تھا کہ سلسلۂ قادریہ کے ایک بزرگ مولانا کمال نے میرزا بیدل کو اسم اعظم سکھایا اور اس کی مدد سے آسیب کا معالجہ کرنے کی بات بھی کہی۔ ایک دن گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھا۔ ایک ہمسایہ عورت کو کچھ آسیب پہنچا تھا تو بیدل نے اسم اعظم سے اس کا معالجہ کیا۔ سبوں کے لئے یہ بات باعث تعجب ہوئی۔ اس ضمن میں خود کہتا ہے :-

شوخی رعد از طنین پشۂ ام حیرت است — ذرہ و اظہار خورشیدی مقام حیرت است
نالہ ای کز ساز موہوم نفس آید بجوش — ہوش اگر محرم نوا باشد پیام حیرت است

جب یہ خبر مولینا کمال کو ملی تو اس نے ایک کتاب بیدل کو بطور تحفہ دی جس میں اس فن کے متعلق عجیب و غریب باتیں درج تھیں۔ بیدل نے اس کتاب کو مغتنمات غیبی میں سے سمجھا اور اسے اسرار کی کنجی خیال کیا۔ چنانچہ خود کہتا ہے[2] :-

ای بسا مفلس کہ بی رنج تلاش این و آن — زیر پا یابد کلید گنجہای خسروان
آن یکی با صد تردد مزد کارش یاس و بس — وان دگر بی دست و پا صاحب نعیم جاودان

ترک عادت رسم :- بیدل دس برس کا تھا کہ ایک واقعہ نے اس کی زندگی کو دگرگون

(متعلق صفحہ گذشتہ) تھی۔ کسی نے استفسار کیا تو میرزا قلندر نے فی البدیہہ یہ شعر کہا:-
محرومی دیدار تو خون در جگر انداخت — چشمم چہ کند چشم تو اش از نظر انداخت

[1] میرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی کا شعر اس ضمن میں ملاحظہ ہو :-
با من میا میز ای پدر فرزند آذر را نگر — ہر کس کہ شد صاحب نظر دین بزرگان خوش نکرد

[2] کلیات صفدری ص ۸

Scanned with OKEN Scanner

کرکے دوسری ہی نہج پر ڈال دیا۔ ان دنوں اس نے کافیہ کی تعلیم ختم کی تھی۔ ایک دن دو شاگردوں کے درمیان شرح جامی کے بارے میں کسی موضوع پر شدید اختلاف ہوا اور ایک دوسرے پر الزام وارد کرتے ہوئے حجّت پیش کرنے لگے۔ اس پر بھی اکتفا نہ کیا اور بات ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ اتّفاقاً اس وقت میرزا بیدل کا چچّا میرزا قلندر مدرسہ میں موجود تھا۔ وہ شاگردوں کی اس ناہنجار حرکت سے دلتنگ ہوا۔ اسی وقت بیدل کو مدرسہ سے اٹھا دیا اور واضح طور پر کہا کہ تصوف کی طرف متوجہ ہو جائے۔ قیل و قال سے منحرف ہو کر حال کی طرف چلا آئے اور الفاظ کے افسون کی تاثیر سے مرعوب نہ ہو جائے۔ علم حقائق کو دل کے نسخہ سے اخذ کرے اور "..... بداند کہ تنہا آموختن سواد الفاظ نابینائی بار می آورد و سیاہی داغ لالہ با سیاہی مردمک چشم فرق دارد....."[۱]

خود بیدل نے اس کی تصدیق یوں کی ہے :-

غرہ دانش نگردی از فسون چند لفظ ای ز معنی بے خبر علم حقایق دیگر است

نیست جز کوری سوادی راکہ روشن کردہ ای مردمک دیگر سویدای حقایق دیگر است

اس واقع کے بعد بیدل مدرسہ نہ گیا اور اپنے چچّا کے پاس ہی تحصیل علم کرتا رہا۔ میرزا قلندر کی روش درس بھی دلچسپ تھی۔ دن کو قدما کے آثار، نثر و نظم وغیرہ کا مطالعہ کیا کرتا تھا اور رات کو انہیں زبانی میرزا قلندر کو سنایا کرتا تھا۔ میرزا قلندر خود ان عبارات و اشعار کو حفظ کر چکا تھا۔

آغاز شاعری :-

بیدل نے قدما کے آثار سے جن اشعار کا انتخاب کیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شروع ہی سے عرفانیات سے گہری دلچسپی رکھتا تھا۔[۲]

"..... شوق جنون جولانش ہنوز در قیدگاہ مکتب پای در زنجیر داشت، نخستین بار اندیشہ خود را منظوم گردانید"

بیدل دس برس کا تھا مدرسہ میں اس کا ایک ساتھی ہمدرس تھا جو اکثر قرنفل اپنے منہ میں رکھتا تھا۔ ایک دن اس کے منہ کی خوشبو نے بیدل کو برانگیخت کیا اور اس نے تامل یہ رباعی کہی :-

یارم ہرگاہ در سخن می آید بوئی عجبش ز دھن می آید

ای بوی قرنفل است یا نکہت گل یا رایحۂ مشک ختن می آید

۱؎ چہار عنصری، کلیات صفدری ۲۵۴ و سفینۂ خوشگو۔

ان دنوں بیدل قدما کے اشعار کا مطالعہ کرنے لگا۔ یہ مطالعہ رودکی سے جامی تک کے اشعار پر مشتمل تھا اور میرزا قلندر سے حد اکثر استفادہ کرتا رہا۔ اس وقت سے ہی بیدل نے اپنے اندر ایک طرح کا شور و وجد محسوس کیا اور کوشش کرتا رہا کہ اس سوز و گداز کو دوسروں سے پوشیدہ رکھے۔ اس لئے لوگوں سے اکثر الگ تھلگ رہا کرتا تھا چنانچہ خود کہتا ہے "..... پیوستہ چون ابر گریہ آمادہ گریہ بود اما بچشم خلق عرض چکیدنی نداشت وچون نبض تب زدہ ہمہ وقت بال بسمل میزد اما گرد نالہ نمی افراشت"۔ شعر گوئی کے تمام اسباب اکٹھے ہو چکے تھے لیکن باوجود اس کے کہ بیدل ہر روز بے اختیار سوز درون کو موزون الفاظ میں منظم کرتا تھا تاہم دس سال تک اس نے اپنے اشعار جمع نہیں کئے اور نہ ہی ان کی ترتیب کا خیال کیا۔

(باقی قسط اگلے شمارہ میں)

Scanned with OKEN Scanner